کوئٹہ کے مراکز افتاء اوران کی کارکردگی

The Performance of Dar-Ul-Ifta in Quetta City

سیف الرحمان*

رحمت اللہ اچکزئی**

ABSTRACT:

In Sharia (Islamic Law), the interpretation of any law to solve an issue or problem with a logical verdict, of an individual in society or state, is called Fatwahs. Fatwahs are issued from the religious institutions, called "Marakiz e Ifta". While the "Muftees" are considered the sole authority to disperse and verdict for all issues in an Islamic society or state. Without the interpretation of Muftees, the solution for all issues in an Islamic society is impossible. No individual can deny the importance of "Fiqh" and "Fatwahs" in Islamic society. These religious practices and services of Muftees with Fiqah, have been existing since its origin. In the same way, such services and practices are present in Quetta city as in the other regions of Pakistan. In this study, the researcher has analyzed the following aspects such as: Muftees, their religious Fatawahs and Maddaris, their establishment, services and practices regarding these Fatawahs and its characteristics, the merit of an issue for a verdict and the importance of these Fatawahs on official level. The objectives of this study are the analysis of the services of Muftees and Maddaris of Quetta. That the Muftees and Maddaris have practiced and served the general public as in the other regions of Pakistan. The research site for this study was Quetta city. The research toll was interview technique while the respondents or participants for this study were religious Schalors. Data was collected and analyzed by the researcher. This study comes within the qualitative research paradigm.

Keywords: Sharia, Islamic Law, Maddaris, Muftees, Fatawahs, Verdict, Ifta.

اصطلاحِ شرع میں پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دلیلِ شرعی کے ذریعے حکمِ الٰہی بتانے کا نام فتویٰ ہے اور جن اداروں سے فتاویٰ جاری کیے جاتے ہیں انہیں دارالافتاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ہر مسلمان اپنے شرعی مسائل میں مفتی کا محتاج ہے بغیر اس کی کدوکاوش، تحقیق وجواب، مسئلہ کا حل آسان نہیں ہے۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں کسی مرحلہ پر کوئی ایسا سوال پیش نہیں آیا جس میں فقہ وفتاویٰ کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں پڑی، مفتیانِ کرام کی جماعت جن کو فقہ سے مناسبت

*Research Scholar, Islamic Studies Department, University of Balochistan, Quetta.
Email: saifurrehman20@gmail.com

**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں پائی گئی،اور عوام وخواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا،اور یہ اپنے علمی رسوخ اور خداداد صلاحیت کی وجہ سے اس کام میں ممتاز اور نمایاں رہی اور اسے رات دن اسی کام کے ساتھ اشتغال رہا، مملکت خداداد پاکستان کے دیگر گوشوں کی طرح کوئٹہ بھی دارالافتاؤں کی اسی ثروت سے مالامال ہے، چنانچہ زیر نظر تحقیقی موضوع میں کوئٹہ کے ممتاز ومایہ نازدارالافتاء اور مفتیان کرام کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، کوئٹہ میں مراکزِ افتاء کی تاریخ وقیام پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے، کوئٹہ کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ فتاویٰ جات کی خصوصیات، ہر دارالافتاء کا طریقہ کار، تخصص فی الافتاء میں داخلے کی شرائط ونصابِ تخصص مفتیان کرام کو درپیش مشکلات اور سرکاری سطح پر ان فتاویٰ جات کی حیثیت ،اس مقالے میں ان تمام امور کو زیر بحث لایا گیا ہے،اس تحقیق کا مقصد کوئٹہ کے مراکزِ افتاء کی خدمات کا جائزہ لینا ہے کہ فقہی میدان میں ان مراکز نے ملک کے دیگر مراکز افتاء کی طرح عوام الناس کی بھرپور راہنمائی کی ہے۔

کوئٹہ کا پرانا نام شال کوٹ تھا، آئین اکبری اور دیگر مشہور تواریخ میں اسی نام سے جانا جاتا ہے مگر تحقیق اور جستجو کی بات یہ ہے کہ کوئٹہ کو شال یا شال کوٹ کیوں کہا گیا اور پھر شال سے کوئٹہ کیسے بنا؟ تاریخ بلوچستان میں مرقوم ہے کہ :

''احمد شاہ ابدالی سدوزئی درانی بادشاہ قندہار عوض خدمات میر نصیر خان کلاں بمقدمہ جنگ ہمراہ علی مردان خان مغل حاکم نصیر خان بذات خود زخمی ہوا تھا۔ علاقہ کوٹ کا والدہ میر نصیر خان کو پیش گاہ بادشاہ موصوف سے بطور خلعت کے ملا تھا دستور ہے کہ عورتوں کو جو بادشاہ یا امیر خلعت دے ان کو بلوچی میں سری، ہندی میں چادر اور پشتو میں شال کہا جاتا ہے۔ چونکہ علاقہ ھذا والدہ شریفہ میر نصیر خان کو عطاء ہوا تھا۔ اس واسطے اس کا نام شال مشہور ہوا۔ تب سے شال کوٹ کہلانے لگا''۔[1]

کوئٹہ قدیم شہر ہے جس کے وجود کا ثبوت چھٹی صدی عیسوی سے ملتا ہے،اس وقت یہ ایران کی ساسانی سلطنت کا حصہ تھا، ساتویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں نے ایران فتح کیا تو یہ اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ گیارہویں صدی عیسوی میں محمود غزنوی کی فتوحات میں کوئٹہ کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے بعد ایک خیال کے مطابق کانسی قبیلہ کے افراد نے تخت سلیمان سے آکر کوئٹہ میں بڑی تعداد میں سکونت اختیار کی۔[2]

1543ء میں مغل شہنشاہ ہمایوں جب شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کی طرف فرار ہو رہا تھا تو یہاں کچھ عرصہ قیام کیا تھا اور جاتے ہوئے اپنے بیٹے اکبر کو یہیں چھوڑ گیا جو دو سال تک یہیں رہا۔ 1556ء تک کوئٹہ مغل سلطنت کا حصہ رہا جس کے بعد ایرانی سلطنت کا حصہ بنا۔ 1595ء میں دوبارہ شہنشاہ اکبر نے کوئٹہ کو اپنی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ 1730ء کے بعد یہ ریاست قلات میں شامل رہا۔ 1828ء میں ایک یورپی مسافر کے مطابق کوئٹہ کے ارد گرد مٹی کی ایک بڑی دیوار تھی جس نے اسے ایک قلعہ کی شکل دے دی تھی اور اس میں تقریباً تین سو گھر آباد تھے۔ 1828ء اور اس کے بعد کوئٹہ کا جائزہ لینے کیلئے کئی انگریز مسافر کوئٹہ آئے جن کا مقصد انگریزوں کو معلومات مہیا کرنا تھا۔ 1839ء کی پہلی برطانوی وافغان جنگ کے دوران انگریزوں نے کوئٹہ پر قبضہ کر لیا۔ 1876ء میں

اسے باقاعدہ برطانوی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور رابرٹ گروو سنڈیمن کو یہاں کا نمائندۂ سیاسی (پولیٹیکل ایجنٹ) مقرر کیا گیا۔ اس دوران بلوچ قبائل کے افراد بڑی تعداد میں کوئٹہ میں آباد ہوئے۔ انگریزوں نے کوئٹہ کو ایک فوجی اڈا میں تبدیل کر دیا چنانچہ اس دور میں کوئٹہ کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا جو 1935ء کے مشہور زلزلہ تک جاری رہا۔[3]

بعد ازیں موضوع کی مناسبت سے ہم کچھ لفظ افتاء کا جائزہ لیتے ہیں، افتاء عربی زبان میں لفظ افتاء اور فتوی (فاء کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ مگر صحیح فتحہ کے ساتھ ہے۔) تین ادوار سے گزرا ہے۔

اوّلا محض کسی بھی سوال کا جواب دینے کیلئے استعمال ہوتا تھا، خواہ اس کا تعلق فقہ اور شریعت سے ہو یا عام معمولات سے ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ۔[4]

ترجمہ: یوسف! اے بڑے سچے (یوسف) ہمیں اس خواب کی تعبیر بتایئے کہ سات موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک۔

سورہ یوسف کے ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ۔[5]

ترجمہ: اے سردارو! اگر تم خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔

ثانیاً یہ لفظ محدود ہو کر محض مسئلہ شرعیہ اور حکم شرعی کیلئے مستعمل ہونے لگا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ۔[6]

ترجمہ: (اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی یہ لفظ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ دارمی کی حدیث ہے:

اجرءكم على الفتيا اجرءكم على النار۔[7]

ترجمہ: تم میں سے جو فتوی پر جراءت کرنے والا ہے وہ آگ پر جراءت کرنے والا ہے۔

بالآخر یہ لفظ "فتوی" محض فقہی مسئلہ کیلئے مختص ہوا اور آج کل فتوی سے مراد فقہی مسئلہ کا حل بتانا ہے، فتوی کے اصطلاحی معنی و مفہوم کے بارے میں علامہ مناوی تحریر فرماتے ہیں:

الافتاء بيان حكم المسئلة، قال الكشاف: الفتوى الجواب في الحادثة۔[8]

ترجمہ: کسی مسئلہ کے حکم بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں۔ صاحبِ کشاف کہتے ہیں کہ کسی واقعہ کے متعلق جواب دینے کا نام

فتویٰ ہے۔

صاحب مصباح لکھتے ہیں:

الاخبار بحکم الله تعالی عن مسئلة دینیة بمقتضی الادلة الشرعیة لمن سئل عنه فی امر نازل علی جهة العموم والشمول، لاعلی وجه الالزام۔[9]

ترجمہ: پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیلِ شرعی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دینے کو فتویٰ کہتے ہیں۔

کوئٹہ کے باسیوں کیلئے یہ بات بصد شکر، قابلِ فخر ہے کہ الحمد للہ، اللہ تعالی نے کوئٹہ کو علمی اور فقہی اختصاص کے اعتبار سے خصوصا بلوچستان اور عموما پاکستان کے بہت سارے شہروں پر فوقیت دے رکھی ہے۔ کوئٹہ کے مراکزِ افتاء کی طرف پاکستان کے علاوہ افغانستان اور ایران کے طلبہ بھی رخ کر کے اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں، کراچی کے بڑے مدارس کو اللہ تعالی قائم ودائم رکھے اور اللہ تعالیٰ انہیں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، کہ جب سے ہمارے بلوچستان کے طلبہ نے ان اداروں کا رخ کیا ہے اس وقت سے کوئٹہ میں مدارس کے ساتھ دار الافتاء کا رجحان بڑھنے لگا ہے، چونکہ یہ نئے فضلاء ان بڑے اداروں سے تخصص فی الفقہ کر کے افتاء کے معاملے میں اعلی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں اس لیے ان کی دلی چاہت ہوتی ہے کہ کوئٹہ کے قدیم دار الافتاؤں میں اعلیٰ فقہی نہج پر کام کریں یا اگر ان کی استطاعت ہو تو اپنا کوئی ادارہ کھول کر اس دینی اور فقہی خدمات کو سرانجام دیں۔ آج کل اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ کوئٹہ کے دار الافتاء قدیم مسائل کے ساتھ ساتھ جدید عصری مسائل اور درپیش چیلنجز کا بہت ہی معیاری طریقے سے مقابلہ کر رہے ہیں، ویسے تو کوئٹہ میں فتویٰ کا کام مختلف نوعیت سے انجام دیا جا رہا ہے البتہ مشہور مراکزِ افتاء کی مختصر سی روداد حسب ذیل ہے:

دار الافتاء جامع مسجد بلوچی سٹریٹ اور مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ:

مدرسہ کے بانی و مہتمم مولانا عبد الغفور لہڑیؒ تھے جو 1912ء میں کوئٹہ کے علاقے بلوچی سٹریٹ (بستی اللہ بخش) میں پیدا ہوئے، دینی تعلیم سے فراغت کے بعد 1938ء میں آپؒ نے بلوچی سٹریٹ میں مظہر العلوم کے نام سے مدرسے کی بنیاد رکھی اور بعد میں شالدرہ کے علاقے میں زمین حاصل کر کے پشتو زبان میں درس وتدریس کا پہلا دینی و علمی تحقیقی ادارہ قائم کیا۔ جہاں نہ صرف بلوچستان بلکہ افغانستان کے لاتعداد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ہر سال کثیر تعداد میں فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ 1993ء سے 2012ء کے ریکارڈ کے مطابق اس ادارے سے فارغ التحصیل علماء کی تعداد دو ہزار تین سو سے زائد ہے جو ملک اور قوم کی دینی و علمی تربیت کر رہے ہیں اور تقریباً پانچ سو حفاظ کرام قوم کی دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ مولانا عبد الغفورؒ 16 اکتوبر 1997ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا صاحب کے بڑے فرزند حافظ عبد الواحد اب مسجد و مدرسہ کے مہتمم ہیں، اس مدرسے میں دار الافتاء کا کام پہلے کی بنسبت زبانی حد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

دارالافتاء مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ:

مولانا عرض محمدؒ جو دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔انہوں نے 1942ء میں بروری روڈ پر مدرسہ مطلع العلوم کے نام سے ادارہ قائم کیا۔مدرسہ میں طلباء کی بہت بڑی تعداد باہر سے آکر تعلیم حاصل کرتی ہے جن کیلئے رہائش کا بندبست کیا گیا ہے۔ان کے صاحبزادے سابق سنیٹر حافظ حسین احمد کے زیر نگرانی مدرسہ میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہے، جامعہ مظہر العلوم کی طرح اس قدیم جامعہ میں بھی افتاء کا سلسلہ سرد مہری کا شکار ہو کر ماند پڑ گیا ہے۔

دارالافتاء والرشاد چمن پھاٹک کوئٹہ:

ضلع کوئٹہ کے قدیم اور معروف دینی ادارے جامعہ دارالافتاء والرشاد چمن پھاٹک کا شمار اس وقت ملک کے چند نمایاں دینی مدارس میں ہوتا ہے۔ بانی جامعہ مولانا عبدالعزیزؒ مرکز رشد وہدایت دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد 1944ء میں کوئٹہ میں تشریف لائے اور 1953ء میں آپؒ نے دارالِافتاء والرشاد کا سنگ بنیاد رکھا،اس عرصے میں آپؒ بطور رئیس دارالِافتاء کام کرتے رہے اور مختلف موضوعات پر فتاویٰ جات صادر فرمائے جن میں جسٹس عبدالغنی کے سوالات کے جوابات بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے آپؒ سے شرعی راہنمائی طلب کی کہ عوامِ بلوچستان کونسا طرز حکومت چاہتی ہے، جرگہ سسٹم، شرعی نظام یا 1936ء کا ایکٹ؟ یہ ایک مفصل فتوی ہے جو کہ اس مدرسے کے مفتیانِ کرام اور علماء عظام نے مرتب کیا اس فتوی میں عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ رائے صادر فرمائی گئی تھی کہ بلوچستان کے عوام دیندار اور دین پرست ہونے کی وجہ سے اسلامی نظام کے علاوہ کسی اور نظام پر راضی نہیں۔[10]

مولانا عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد منصبِ فتویٰ کی ذمہ داری آپؒ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر جمیل الرحمان نے سنبھالی،اس دوران جامعہ کے دیگر مفتیانِ کرام میں مولانا نور حبیب اور مولوی سراج الدین شامل تھے۔1978ء تا 1994ء ڈاکٹر عبداللطیف جامعہ کے مہتمم رہے جبکہ مولانا نور حبیب بطورِ رئیس دارالِافتاء اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے دیگر رفقاء کار میں مولوی آغا محمد اور مولانا تاج محمد شامل تھے۔ 1995ء سے لیکر تاحال ڈاکٹر عطاءالرحمان جامعہ کے مہتمم ہیں جبکہ رئیس دارالِافتاء میں بالترتیب مولانا نور حبیب اور مولانا تاج محمد کے اسمائے گرامی شامل ہیں،اب دارالافتاء کا شعبہ موجودہ رئیس دارالِافتاء مولانا تاج محمد کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے، جو اپنی ضعیف العمری کے باوجود اس منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔جامعہ کے دارالافتاء سے ہر سال میراث کے متعلق تقریباً 400 فتاویٰ جات جاری کیے جاتے ہیں جن کو باقاعدہ سرکاری حیثیت حاصل ہے۔اب تک تقریباً اٹھائیس ہزار فتوے جاری کیے جا چکے ہیں جن میں سے کچھ کا ریکارڈ دارالِافتاء کے رجسٹروں میں محفوظ ہے۔[11]

دارالافتاء جامعہ تجوید القرآن کوئٹہ:

جامعہ تجوید القرآن کا شمار کوئٹہ کے اہم اور بڑے جامعات میں ہوتا ہے۔جامعہ کے بانی ومہتمم قاری غلام نبیؒ بڑے خداترس عالم تھے،جید علماء کرام سے اکتسابِ علم کے بعد اپنے استاذ محترم قاری عبدالمالک کی نشت پر علوم دینیہ کی خدمت کرتے رہے، پھر

مولاناعبداللہ درخواستیؒ کے ارشاد پر کوئٹہ تشریف لاکر 1960ء میں مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد ڈالی۔ 1981ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ اس وقت جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری قاری مہر اللہ سرانجام دے رہے ہیں۔[12]

جامعہ میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ درالافتاء سے بھی عوام الناس کی فقہی مسائل میں رہنمائی کی جاتی رہی ہے، دارالافتاء کے توسط سے جامعہ کے شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے عوام الناس کی تحریری اور تقریری ہعطرح سے رہنمائی کی جاتی ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ایک اہم خدمت کوئٹہ اوراس کے مضافات کیلئے پنج وقتہ دائمی نقشہ اوقات نماز کا مرتب کرناہےاس کے علاوہ نقشہ سحر وافطار، مسائل نماز، مسائل قربانی، مسائل رمضان، مسائل زکوۃ اور عقائد اسلامیہ پر مشتمل (دروس العقائد) شامل ہیں، یہ فقہی کتب ورسائل وقتاً فوقتاً مفت تقسیم کئے جاتے ہیں، مستقبل میں جامعہ کی انتظامیہ اس بات کیلئے پر عزم ہے کہ مستقل طور پر ایک جریدہ جاری کرے تاکہ اس میں عوام کو پیش آمدہ خاص کر جدید مسائل سے آگاہی ہو۔

دارالافتاءجامعہ رشیدیہ کوئٹہ:

بانی جامعہ مولانا محمد یعقوب شرودیؒ کی ولادت 1930ء میں بلوچستان کے ضلع دالبندین میں ہوئی، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، جہاں آپ دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں پورے دارالعلوم میں اول آئے[13]۔ آپ کے فرزند ارجمند حافظ حسین احمد شرودی صاحب اپنے والد محترم کی فقہی خدمات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج کل (ستمبر 1996ء) حضرت مولانا صاحب جامعہ رشیدیہ کوئٹہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ میں نوجوان فضلاء کی علمی تربیت فرمانے کے ساتھ ساتھ فتویٰ لکھنے اور فصل خصومات میں فریقین کی طرف اختیار تفویض کرنے پر شرعی فیصلے دینے کی دینی خدمات پر بجا طور پر مامور ہیں، پورے صوبے کے اطراف واکناف سے لوگ اس دارالقضاء میں پہنچ کر اپنے اپنے مقدمات بڑی آسانی سے حل کراتے ہیں"۔[14]

دارالافتاءاور دارالقضاء کی یہ خدمات حضرتؒ کی زندگی میں تھی اب صورت حال یہ ہے کہ یہ ادارہ محض زبانی سوال وجواب تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

جامعہ دارالعلوم رحیمیہ نیلا گنبد سرکی روڈ کوئٹہ:

یہ درسگاہ کوئٹہ شہر کے وسط اور گنجان آباد علاقے میں قائم ہے۔ جہاں علوم عربیہ کی تمام کتب بشمول دورہ حدیث کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے اور تخصص فی الفقہ والقضاء الشرعیہ کا شعبہ بھی قائم ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ تصنیف وتالیف بھی قائم ہے۔ نیز دار الافتاءاور دارالقضاء کا باقاعدہ انتظام ہے، اس دارالافتاء کی ایک اہم پیشرفت اپنے فتاویٰ جات کو یکجا کر کے اسے "کتاب الفتاویٰ" کے نام سے شائع کرانا ہے، فتاویٰ کے مؤلف مفتی گل حسن نے دیگر دینی علوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم کراچی کے مہتمم مفتی محمد رفیع عثمانی کے زیر نگرانی تین ماہ کا قاضی کا کورس مکمل کیا، 1988ء سے تاحال اسی درسگاہ سے بطور رئیس دارالافتاء رشتہ قائم رکھا ہے۔

آپ کی مجموعہ فتاویٰ "کتاب الفتاویٰ" اپنی تفصیل وتکمیل کے لحاظ سے بلوچستان میں پہلا فتاویٰ ہے۔ چار جلدوں کا یہ فتاویٰ سترہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل تیرہ سو تینتیس مسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ دین کے تمام شعبوں کو محیط اور خصوصاً دور جدید کے مسائل کے حوالے سے اہل علم وعامۃ المسلمین کیلئے مفید فقہی معلومات کا ذخیرہ ہے۔

جامعہ دارالعلوم ربانیہ چمن ہاؤسنگ کوئٹہ:

ژوب کے ممتاز عالمِ دین مفتی روزی خان نے 2000ء میں جی۔او۔آر کالونی چمن ہاؤسنگ میں اس مدرسے کی بنیاد رکھی، ابتداء میں شعبہ حفظ وناظرہ کا قیام عمل میں لایا گیا جبکہ دارالافتاء اور شعبہ تخصص فی الفقہ کا اجراء 2003ء میں ہوا جہاں سے اب تک 160 مفتیان کرام 15000 فتاویٰ حل کر کے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں، ان میں مختلف النوع فتاویٰ ہیں۔ اکثر فتاویٰ میراث اور طلاق سے متعلق ہیں، ان فتاویٰ کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتاہ، بوقت حصولِ سہولیات اسے کتابی شکل میں لایا جائیگا، دارالافتاء کے ناظم مفتی محمد نعیم ہیں، آپ کے ساتھ مفتی محمد اور مفتی عبدالعلی نائب مفتیان کی حیثیت سے درالافتاء کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔[15]

دارلافتاء جامعہ احسن العلوم سریاب روڈ:

بانی جامعہ مفتی عبدالباری کا اصل وطن ضلع قلات بلوچستان کا ایک نواحی علاقہ منگچر ہے، مفتی صاحب ایک جید اور مصلح عالم دین ہے، اکابرین علماء سے مشورہ کے بعد آپ نے کوئٹہ میں جامعہ احسن العلوم کی بنیاد 1998ء کو مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے ہاتھوں رکھی، یہ جامعہ آج نہ صرف دینی تعلیم کا کام کر رہاہے بلکہ اپنی ضمن میں کئی دینی اور عصری شعبہ جات کا حامل ہیں۔ اور معاشرے پر اس کے بہت ہی مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔[16]

جامعہ کے تعارفی کتابچے میں دارالافتاء کے بارے میں کچھ یوں مرقوم ہے:

"دین اسلام کے مطابق زندگیاں گزارنے اور عوام الناس کے شرعی مسائل میں رہنمائی کرنے میں مشغول اس شعبے میں قدیم وجدید مسائل پر دقت نظر نئے مسائل کے حل کیلئے مؤثر علمی وفقہی کاوشوں کو مہمیز دی جاتی ہے۔ فقہ المعاملات یعنی عوام کے جدید مسائل کا اور جزئیات کا علمی بنیادوں پر تخریج وتحقیق بھی اسی کا حصہ ہے"۔[17]

جامعہ احسن العلوم کے عملی افتاء کا ایک اہم شعبہ قضاء بھی ہے۔ جو کہ آج کل کے قبائلی لاینحل مسائل کا واحد ذریعہ ہے۔ اس شعبے کے بارے میں جامعہ کے تعارفی کتابچہ میں مرقوم ہے:

"نظام قضاء وتحکیم کی سہولیات فراہم کرنے والا پاکستان کا واحد وہ دینی ادارہ ہے جس میں عملاً قضاء وتحکیم سکھائی جاتی ہے۔ اور لوگوں کے لاینحل مسائل ثالثی کے ذریعے ایک دو مجلس میں نمٹائے جاتے ہیں"۔[18]

دارالافتاء جامعہ تعلیم الاسلام مشن روڈ کوئٹہ:

جامعہ تعلیم الاسلام زونکی رام روڈ کوئٹہ علومِ دینیہ کے میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، اپنے قیام کے انتہائی قلیل

عرصے میں یہ اپنی کامیابیوں کالوہامنواچکاہے۔وفاق المدارس العربیہ کے تحت منعقدہ سالانہ امتحان میں صوبائی سطح پر متعدد پوزیشنز اپنے نام کرچکاہے۔یہی وجہ ہے کہ وفاق المدارس العربیہ ملتان کی جانب سے دوحسن کارکردگی ایوارڈ جامعہ کے حصے میں آچکے ہیں۔

اس جامعہ کے بانی مفتی عنایت اللہ ہیں، آپ نے جامعہ رشیدیہ سرکی روڈ سے 1999ء میں تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کیا،اس کے بعد آپ نے 2003ء میں اس مدرسے کی بنیاد رکھی،ابتدامیں یہاں حفظ وناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی،اب اس کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی درجہ رابعہ تک تعلیم ہوتی ہے،مختلف درجوں میں 300 کے قریب طلباء تعلیم پارہے ہیں،رئیس دارالافتاء اور ناظم تعلیمات مفتی ابرہیم خلیل ہیں،آپ کی لیاقت واستعداد کا ثمرہ تھا کہ محبینِ اسلام نے مسائلِ دینیہ سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے آپ کی طرف رجوع کیا،مفتی صاحب ان کے مسائل شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں حل فرماتے رہے،مرورِ زمان کے ساتھ مستفتی حضرات کی تعداد بڑھ گئی،چنانچہ اس شدید ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ میں باضابطہ طور پر 2008 میں دارالافتاء کا شعبہ قائم کیا گیا،جہاں مفتی ابراہیم خلیل (فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی) کورئیس دارالافتاء مامور کیاگیا،ہر سال 10 سے 12 طلبہ تخصص تقدیر جید جدااور ممتاز سے سند فراغت حاصل کرلیتے ہیں،جامعہ کے دارالافتاء سے اب تک مختلف موضوعات پر 6000 چھ ہزار فتوے جاری کیے جاچکے ہیں جن کاریکارڈ دارالافتاء کے رجسٹروں میں محفوظ ہے،اس کے علاوہ دارالافتاء کے رئیس مفتی ابراہیم نے انفرادی لحاظ سے کچھ فتاوی جات کاترجمہ بھی اردو سے پشتو میں کیاہے جوکہ پشتو زبان والوں کے لئے نہایت عمدہ کام ہے۔ان مترجم فتاوی میں سے فتاوی دارالعلوم جلداوّل،بدر الفتاوی،بمعہ تخریج وتبویب،مال حلال وحرام،مسائل حج،مسائل اعتکاف۔[19]

دارالافتاء راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ کوئٹہ:

جامعہ راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ جمعیت روڈ خلجی آباد سپینی روڈ کوئٹہ میں واقع ہے۔جامعہ کے بانی ورئیس اوّل حضرت مولاناسید عبدالاحد آغا ''دلیلی'' عرف لالک آغاہے۔آپ 1939ء میں ایک علمی گھرانے میں پیداہوئے۔آپ سادات سید حسنیؒ ابن سید محمد حمزہ گیسودرازؒ کی اولاد میں سے ہیں[20]۔آپ نے 1395ھ بمطابق 1974 /1975 میں مناظر اسلام حضرت مولاناحمداللہ جانؒ سے جامعہ مظہر العلوم ڈاگی ضلع صوابی میں تفسیر قرآن کریم ومناظرہ پڑھااور 1975ء ہی میں جامعہ اکوڑہ خٹک سے دورہ حدیث مکمل کیاہے[21]۔ اس وقت دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے شیوخ حدیث حضرت مولاناعبدالحقؒ اور حضرت شیخ مفتی محمد فریدؒ تھے۔

8ذی الحج 1428ھ بمطابق 8دسمبر 2007ء کوجامعہ راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ کی داغ بیل ڈالی۔جامعہ کا قیام اس لئے عمل میں لائی گئی تاکہ علم ظاہر وباطن،شریعت وطریقت کے تشنگان کے افادے کیلئے موقع ومقام فراہم کیاجائے،جامعہ میں کل 3 شعبے ہیں۔شعبہ حفظ،شعبہ کتب،دارالافتاء۔یہ تمام شعبہ جات پروفیسر ڈاکٹر مولاناسید باچاآغا کے زیرانتظام بحسن خوبی چل رہے ہیں۔ اکثر بیرونی طلباء ہیں جواسباق کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔رہائشی طلبہ کی تعداد تقریباً 50 تک ہیں۔جامعہ وفاق المدارس العربیہ ملتان سے الحاق ہونے کی بناء پر اسی کے طرز پر تمام نظام الاوقات مشتمل ہیں۔

جامعہ کے دارالافتاء سے سائلان امور شرعیہ کو فقہ حنفی کی روشنی میں فتویٰ بھی جاری کئے جاتے ہیں اور اب تک متعدد دقیق مسائل کے حل کیلئے متفق علیہ فتویٰ جاری کئے گئے ہیں جنہیں بعد میں کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے، جامعہ کے دارالافتاء کا رئیس اوّل سید مولانا عبدالاحد آغا ہیں، مگر حضرت ضعیف العمری کی وجہ سے جامعہ کے مختلف امور سرانجام نہیں دے سکتے اس وجہ سے انہوں نے اپنے فرزند مفتی سید محمد رفیق آغا کو دارالافتاء کے امور حوالے کر دئے ہیں۔ مفتی سید محمد رفیق آغا جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور جامعہ اشرف المدارس کراچی سے تخصص فی الافتاء کئے ہوئے ہے، تاحال جامعہ سے سینکڑوں متفرق فتویٰ جاری ہو چکے ہیں، اکثر کا تعلق میراث سے ہیں اور تاحال غیر مرتب ہیں، مستقبل میں جامعہ کے انتظامیہ کا اسے مطبوعہ شکل دینے کا ارادہ ہے۔

کوئٹہ کے مراکز افتاء کا طریقہ کار:

عموما کوئٹہ ہی نہیں بلکہ ملک بھر کے مراکز افتاء کا طریقہ کار اور اصول وضوابط یکساں ہیں، یہ اصول وضوابط اور طریقہ کار عموما مستند فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی کتب سے اخذ کئے گئے ہیں، جیسے شرح عقود رسم المفتی، آداب فتوی نویسی، اصول الافتاء وآدابہ، المصباح فی رسم الافتاء اور دیگر متداول کتب شامل ہیں، اس بارے میں مفتی محمد حنیف احمد رفیق دارالافتاء تجوید القرآن کوئٹہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"پہلی بات یہ ہے کہ مسئلہ کے حکم کی تلاش ان کتب سے شروع کی جائے جن کو مأخذ، اصول اور اُمہات کتب کی حیثیت حاصل ہے یا پھر کتب فن میں کسی خاص بنیاد پر ایک خاص امتیاز حاصل ہو، مثال کے طور پر مبسوط سرخسی، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ بزازیہ، فتح القدیر، البحر الرائق، الھدایہ، رد المحتار وغیرہ جن کو فقہ حنفی میں اہم مراجع اور مأخذ کا مرتبہ حاصل ہے۔ اور نقل مذہب میں کافی معتمد ہیں، اسی طرح کسی فقہی مسئلہ کی تخریج کیلئے ان کتب سے حوالہ دینا اصول افتاء کے خلاف ہے کہ جن کتابوں کا موضوع ہی سرے سے فقہ نہیں، مثلاً فقہی مسئلہ کا حکم تفاسیر، احادیث یا سیرۃ وغیرہ پر لکھی گئی کتب سے تلاش کرنا۔ تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ اسی مسئلہ سے متعلق ماہرین فن کے فتاویٰ، مضامین اور تحقیقات وتحریرات دیکھ لی جائیں۔ کیوں کہ مسئلہ کا حکم شرعی معلوم کرنے کیلئے اپنی حتی المقدور کوشش کے باوجود عین ممکن ہے کہ اس میں کسی حوالہ سے خطا ہو چکی ہو، یا ہو سکتا ہے کہ کتب عربی میں جو حکم مذکور ہے عرف کی بناء پر اب فتویٰ اس کے خلاف ہو، یا وہ حکم ایسی قید سے مقید ہو جو دیکھنے والے کی نظر سے نہ گذری ہو، یا اس کے علاوہ تمام وہ اسباب جس کی وجہ سے حکم شرعی میں تبدیلی آسکتی ہے ان میں سے کوئی موجود ہو، اس حوالہ سے مسئلہ کو یقینی بتانے کیلئے ضروری ہے کہ ماہرین فن کی طرف مراجعت کی جائے۔ ان تین مراحل کے بعد مسئلہ کا جواب مکمل ہو جائے گا اور جتنی احتیاط سے یہ مراحل طے کیے جائیں گے اتنا ہی جواب محتاط ہوگا، البتہ وہ مسائل جس میں حکم عدم جواز کا ہو اور اس کا کوئی شرعی حل بھی ہو تو ان مسائل کا اختتام مذکورہ تین مراحل پر نہیں ہوتا، بلکہ ایک چوتھا مرحلہ ہے، جس سے اس طرح کے مسئلہ کی تکمیل ہوگی اور وہ یہی ہے کہ جب کسی مسئلہ کا شرائط و قیود کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی ممکنہ شرعی حل موجود ہو تو اس کا ذکر کیا جائے، تاکہ قربِ قیامت کے اس مشکل دور میں امت سہولت

کے ساتھ حرام سے بچتے ہوئے حلال اختیار کرسکے۔اس کے بغیر جواب گو درست ہو،البتہ مکمل نہ کہلائے گااور اس عدمِ تکمیل کو غیر درست ہونا بھی کہا جاسکتا ہے۔مثلاً فرض کریں کہ چند لوگوں کی ایک جماعت ایک بڑے پیمانے پر تجارت کرتی ہے اس میں بہت ساروں کے ان پر قرضے ہیں،ان کے دوسروں پر قرضے ہیں،بہت سارا سرمایہ لگا کر بہت سارا مال خرید ا گیا ہے، لیکن کسی بنا پر ان کی تجارت غیر شرعی ہے تو شرعی حل ہونے کے باوجود اب صرف اور صرف ان کو یہ کہہ دینا کہ یہ معاملہ غیر شرعی ہے،ایک غیر مکمل اور ناقص مسئلہ بتانا ہے اور ان کو ایک بہت بڑی مشکل کے مقابلہ میں لا کھڑا کرنا ہے اور ان کیلئے دین کے معاملہ میں عسر پیدا کرنا ہے۔ضروری ہے کہ انہیں شرعی حل بتلانے کے ساتھ ساتھ اُن کو اُن کی تجارت کا جائز رُخ بھی بتایا جائے۔اس کے بعد مقالہ نویسی کا مرحلہ ہے،شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کا آخری مرحلہ مقالہ لکھنے کا ہوتا ہے،جو کسی فقہی موضوع پر لکھوایا جاتا ہے۔اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کیا متخصص اس مقررہ مدت تک اس فن سے منسلک رہ کر اتنی صلاحیت کا حامل ہو چکا ہے کہ کسی متعلقہ فن پر کوئی جامع ومانع تحریر یا مضمون لکھ سکے یا نہیں، جس کے نتیجہ میں اس پر اعتماد کرتے ہوئے آئندہ حلِ مسئلہ کی اجازت دی جاسکے۔یعنی یہ مقالہ تخصص کے اس فن میں صاحبِ استعداد ہونے یا نہ ہونے کا معیار ہوتا ہے''۔[22]

یہ تو افتاء اور طریقہ دارالافتاء کا عمومی طریقہ ہو گیا جو کہ اکثر مدارس اس طریقے پر کاربند نظر آتے ہیں مگر اس کے علاہ بھی کچھ دارالافتاء کے رئیس صاحبان نے مزید بعض چیزوں کا اضافہ کیا ہے جو کہ ان کے یہاں مروج ہیں، مثلا مدرسہ تعلیم القرآن زونگی رام روڈ کوئٹہ کے دارالافتاء کا طور طریقہ بتاتے ہوئے رئیس دارالافتاء مفتی محمد ابراہیم خلیل فرماتے ہیں کہ :

''ہم اپنے تخصص کے دوسالہ نصاب میں دیگر سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کچھ چیزوں پر خاص توجہ دیتے ہیں مثلا: میراث کی مشہور کتاب سراجی،اصول افتاء میں شرح عقود رسم المفتی،امداد الفتاوی ج3، قواعد الفقہ میں مشہور کتاب تاسیس النظر،مفتی محمد تقی کی مشہور کتاب اسلام اور جدید معیشت،بینکنگ کے مسائل،الاملاء والترقیم،اس کے ساتھ ساتھ سال اوّل کے طلبہ کیلئے کم از کم 80 فتاویٰ اور سال دوئم کے طلبہ کیلئے کم از کم 120 فتاویٰ حل کرنا ضروری ہے''۔[23]

دارالافتاء دارالعلوم ربانیہ کے رئیس مفتی محمد نعیم اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ :

'' ہمارے تخصص فی الفقہ کے دوسالہ نصاب میں دیگر ضروری کتب اور سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ دو اجزاء پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بہت ہی قابل اہمیت ہے،پہلے حصے میں مطالعاتی کتب ہیں جو کہ ایک متخصص کیلئے ہم نے لازمی قرار دئے ہیں جس کا باقاعدہ جائزہ لیا جاتا ہے اس حصے میں امداد الفتاوی،امداد الاحکام،الرد المحتار، فتاوی دارالعلوم دیوبند مذکورہ بالا کتب کا نصف حصہ سال اوّل جبکہ دیگر نصف حصہ سال دوئم میں تدریجاً مطالعہ کروایا جاتا ہے۔دوسرا حصہ تدریسی کتب کا ہے اس حصے میں شرح عقود رسم المفتی،المصباح، معین الحکام والقضاۃ،کمپیوٹر کتب بطور تدریس پڑھائے جاتے ہیں۔علاوہ ازیں سال دوئم کے طلبہ کیلئے یہ بھی لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ آخری سہ ماہی میں کسی نئے موضوع پر مقالہ (تھیسیز) تحریر کریں''۔[24]

جامعہ راحت القلوب کے ناظم الامور اپنے دارالافتاء کے طریقہ کار کو مختصر طور پر کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''متخصص حضرات بوقت تحریر استفتاء فقہ حنفی کے بنیادی ماخذ کو سامنے رکھ کر فتوی حل کرتے ہیں، اس کے بعد فتوی رئیس دارالافتاء کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اتفاق کی صورت میں وہ دستخط کے بعد رئیس اعلیٰ کو پیش کر کے مستفتی کے حوالہ کرتے ہیں''۔[25]

کوئٹہ کے مراکزِ افتاء کی فقہی خدمات:

کوئٹہ کے مراکز افتاء کے مرتب کردہ فتاویٰ جات یا فقہی خدمات تو زیادہ ہیں مگر ان میں نمایاں کام درج ذیل ہے:

کتاب الفتاویٰ:

کتاب الفتاوی (مولف مفتی گل حسن صاحب جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد) اپنی تفصیل و تکمیل کے لحاظ سے بلوچستان میں پہلا فتاویٰ ہے۔ چار جلدوں کا یہ فتاویٰ سترہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل تیرہ سو تینتیس مسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ دین کے تمام شعبوں کو محیط اور خصوصاً دورِ جدید کے مسائل کے حوالے سے اہل علم و عامۃ المسلمین کیلئے مفید فقہی معلومات کا ذخیرہ ہے۔

دارالافتاء مدرسہ تعلیم الاسلام کی فقہی خدمات:

اس حوالے سے رئیس دارالافتاء مفتی ابراہیم خلیل فرماتے ہیں کہ:

''مدرسہ کے دارالافتاء سے اب تک مختلف موضوعات پر 6000 چھ ہزار فتوے جاری کیے جا چکے ہیں جن کا ریکارڈ دارالافتاء کے رجسٹروں میں محفوظ ہے، اس کے علاوہ دارالافتاء کے رئیس مفتی ابراہیم صاحب نے انفرادی لحاظ سے کچھ فتاوی جات کا ترجمہ بھی اردو سے پشتو کی طرف کیا ہے جو کہ پشتو زبان والوں کے لئے نہایت عمدہ کام ہے۔ ان مترجم فتاوی میں سے فتاوی دارالعلوم جلد اوّل، بدر الفتاوی، بمعہ تخریج و تبویب، مال حلال و حرام، مسائل حج، مسائل اعتکاف'' ۔[26]

درالافتاء جامعہ تجوید القرآن کی فقہی خدمات:

جامعہ میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ دارالافتاء سے بھی عوام الناس کی فقہی مسائل میں رہنمائی کی جاتی رہی ہے، دارالافتاء کے توسط سے جامعہ کے شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے عوام الناس کی تحریری اور تقریر ہر طرح کی رہنمائی کیا جاتی ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ایک اہم خدمت کوئٹہ اور اس کے مضافات کے لئے پنج وقتہ دائمی نقشہ اوقات نماز کا مرتب کرنا ہے اس کے علاوہ نقشہ سحر وافطار، مسائل نماز، مسائل قربانی، مسائل رمضان، مسائل زکوۃ اور عقائد اسلامیہ پر مشتمل (دروس العقائد) شامل ہیں، یہ فقہی کتب ورسائل وقتاً فوقتاً مفت تقسیم کئے جاتے ہیں، مستقبل میں جامعہ کی انتظامیہ اس بات کیلئے پر عزم ہے کہ مستقل طور پر ایک جریدہ جاری کرے تاکہ اس میں عوام کو پیش آمدہ خاص کر جدید مسائل سے آگاہی ہو۔

ثمینۃ الفتاوی اور حسینۃ الفتاوی:

جامعہ رشیدیہ کے دارالافتاء سے مولانا یعقوب شرودیؒ کے قلم سے دو فتاویٰ شائع ہو چکے ہیں، ایک ''ثمینۃ الفتاوی'' اور

دوسرا "حسینۃ الفتاوی" کے نام سے موسوم ہے ان دونوں فتاویٰ کا طرز و انداز ایک ہی ہے، ہر ایک فتاویٰ فقہی ابواب کے ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ عقائد وغیرہ کا بحث اس پر مستزاد ہے۔ ان فتاویٰ کی ترتیب یہ ہے کہ کتاب العقائد سے شروع ہو کر کتاب الفرائض یا کتاب الدعویٰ پر ختم ہوتے ہیں، ان میں ثمینۃ الفتاویٰ تین جلدوں پر مشتمل ہے مگر ہر ایک جلد کا دوسری جلد کے ساتھ کوئی ربط نہیں کیونکہ ہر جلد کتاب العقائد سے شروع ہو کر کتاب الفرائض (میراث) پر ختم ہوتی ہے، جو کہ کتاب کی مستقل بنفسہ ہونے کی دلیل ہے۔

حاصل بحث:

کوئٹہ کے مدارس دینیہ کی گوناگوں فقہی خدمات کا سرسری جائزہ لینے سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ عوام الناس کی شرعی راہنمائی میں ان کا کلیدی کردار رہا ہے۔ مزید گزشتہ سالوں کی چند فقہی تصنیفات نے قابلِ فخر کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ البتہ اس تلخ حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ فقہاء، مفتیانِ کرام اور قضاۃ کی تربیت و تیاری، نیز مخصوص عباداتی اور ضروری فروعی مسائل پر تصنیف و تالیف اور مختلف مسالک پر مبنی فتاویٰ جات کی کثرت سے عصر جدید کے تقاضوں سے نبرد آزمائی ممکن نہیں۔ آج بنیادی طور پر مسلم سماج کو اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلکی، گروہی اور جماعتی تعصبات کے تنگ دائروں سے بالاتر ہو کر قدیم طرزِ فکر کو چھوڑ کر عصر جدید کے مسائل اور تقاضوں کا ادراک کیا جائے۔ نیز شروح و حواشی پر انحصار کرنے کی بجائے بنیادی مآخذ شریعت کی طرف مراجعت کی جائے، تاکہ اجتماعی اجتہاد کی فضا ہموار ہو سکے اور آج کے جدید مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی آسانی ہو۔

حوالہ جات

---

[1] ہتورام، رائے بہادر لالہ، تاریخ بلوچستان، سیلز اینڈ سروسز، کوئٹہ، 1997ء، ص228

[2] کاسی، در محمد، کوئٹہ اور کاسی، خان ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، کوئٹہ، 2006ء، ص111

[3] کاسی، ارباب محمد عثمان، شال سے شال کوٹ، پائلٹ ایجوکیشنل پروڈکٹس، کوئٹہ، س ن، ص122

[4] الیوسف46:12

[5] الیوسف 43:12

[6] النساء176:4

[7] الدارمی التمیمي السمرقندي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن، سنن دارمی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1412ھ، باب الفتیا ومافیه من الشدة، ج1، ص157

[8] المناوی، محمد عبد الرؤف، فیض القدیر علی الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث183، مکتبه المصطفی الباز، س ن، ج1، ص300

[9] الراشدی، محمد کمال الدین، المصباح فی رسم المفتی، ماریہ اکیڈمی، کراچی، 2007ء، ج1، ص16

[10] انٹرویو، ڈاکٹر عطاء الرحمان، بمقام جامعہ دار الرشاد، کوئٹہ، 25 ستمبر 2018ء بعد از نمازِ مغرب

[11] ایضاً

[12] قاری مہراللہ، تعارفِ جامعہ، ماہنامہ صدائے تجوید، جامعہ تجوید القرآن، کوئٹہ، جولائی 2007ء، ص55

[13] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، ثمینة الفتاویٰ، جامعہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج1، ص3

[14] ایضاً

[15] انٹرویو، مفتی نعیم، ناظم تعلیمات، جامعہ دارالعلوم ربانیہ، کوئٹہ، 11 ستمبر 2016ء بعداز نمازِ مغرب

[16] https://www.facebook.com/DarulSulook

[17] جامعہ عربیہ اُحسن العلوم کا تعارف، جامعہ عربیہ اُحسن العلوم، کوئٹہ، س ن، ص6

[18] ایضاً

[19] انٹرویو، مفتی ابراہیم خلیل ناظم تعلیمات، جامعہ تعلیم الاسلام، مشن روڈ، 23 کوئٹہ، ستمبر 2018ء بعداز نمازِ ظہر

[20] محمد عبداللہ شاہ، تذکرہ سادات، مکتبہ سید خیل، کوئٹہ، 2009ء، ص98

[21] صابر، غلام دستگیر، پروفیسر، قدیم وجدید علماء بلوچستان، راسکوہ ادبی دیوان، بلوچستان، 2018ء، ص118-119

[22] محمد حنیف، مفتی، تخصص فی الفقہ الاسلامی، ماہنامہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ، کراچی، شعبان 1437ھ، ص56

[23] انٹرویو، مفتی ابراہیم خلیل ناظم تعلیمات، جامعہ تعلیم الاسلام، مشن روڈ، کوئٹہ، 23 ستمبر 2018ء بعداز نمازِ ظہر

[24] انٹرویو، مفتی نعیم، ناظم تعلیمات، جامعہ دارالعلوم ربانیہ، کوئٹہ، 11 ستمبر 2018ء بروز منگل بعداز نماز عصر

[25] انٹرویو، مفتی سید محمد رفیق آغا، مسئول دارالافتاء جامعہ راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ، خلجی آباد سپنی روڈ، کوئٹہ، 20 دسمبر 2018ء

[26] انٹرویو، مفتی ابراہیم خلیل، ناظم تعلیمات، جامعہ تعلیم الاسلام، مشن روڈ، کوئٹہ، 23 ستمبر 2018ء بعداز نمازِ ظہر